البقرۃ : 253

تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ

(یہ سب رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی)

تِلۡكَ (یہ) کا اشارہ الرُّسُلُ (سب رسول) کی طرف ہے- کون سے رسول؟ جن کا ذکر پچھلی آیت (252) میں ہوا - پچھلی آیت کے آخر میں تھا اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ (یقیناً آپؐ البتہ رسولوں میں سے ہیں) - اِنہی رسولوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ رسول ہیں، ہم نے اِن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی-

دینِ اسلام میں تمام انبیاء اور رسولوں کو ماننا ضروری ہے - ایک نبی کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے-
البقرۃ: 285 ← رسولؐ ایمان لائے اُس چیز پر جو انکی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُتری - اور مومن بھی ایمان لائے- یہ سب اللہ تعالیٰ اور اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے - اسکے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے ...." - یعنی ہم سبھی رسولوں کو اللہ کی طرف سے بھیجے گئے رسول مانتے ہیں-
نبوت کے لحاظ سے سبھی انبیاء کا درجہ برابر ہیں اور باقی تمام مخلوقات سے سارے نبی افضل ہوتے ہیں.
لیکن اللہ نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی - بعض رسولوں کو اللہ نے کچھ ایسی فضیلت دی جو دوسرے رسولوں کو نہیں دی - اللہ نے کچھ فضیلتوں کی وضاحت خود فرمادی-

مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ

(ان [رسولوں] میں سے کچھ ایسے ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا)

اللہ جن سے کلام کرے وہ رسولوں میں خاص مقام رکھتے ہیں. قرآن وحدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ اور نبیؐ سے براہِ راست (Direct) کلام کیا تھا-

⇐ موسیٰؑ :- النساء : 164 ← ... اور اللہ نے موسیٰؑ سے اسطرح کلام کیا جیساکہ کلام کرنے کا حق ہے-
الاَعْراف: 143 ← اور جب موسیٰؑ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر (کوہِ طور پر) پہنچے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا....
الاَعْراف: 144 ← اے موسیٰؑ! میں نے پیغمبری اور اپنی ہم کلامی کے ذریعے لوگوں سے تمہیں ممتاز کردیا-

⇐ محمدؐ :- بخاری و مسلم کی روایات میں آتا ہے کہ نبیؐ نے معراج کی رات موسیٰؑ کے کہنے پر اللہ سے کلام کرکے پچاس وقت کی نماز میں تخفیف کرکے پانچ وقت کی نماز کی درخواست کی تھی-

موسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اور اس زمین پر براہِ راست کلام کیا اور نبیؐ سے آسمان پر براہِ راست کلام کیا-

وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ

(اور ان میں سے بعض کے درجے بلند کیے)

جیساکہ حدیث اسراء سے ثابت ہے کہ رسولؐ نے انبیائے کرامؑ کو آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مختلف درجات اور مرتبے کے حوالے سے دیکھا تھا-
نبیؐ نے آدمؑ کو آسمانِ دنیا (پہلے آسمان پر) پایا اور ابراہیمؑ کو چھٹے آسمان پر پایا-

کچھ رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے بطورِ اولوالعزم پیغمبر چنا-
الاحزاب: 7 ← جب ہم نے تمام انبیاء سے عہد لیا اور (خاص طور پر) آپ سے اور نوحؑ اور ابراهیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم سے بھی - اور ہم نے ان سب سے پکا اور پختہ عہد لیا-

تمام انبیاء میں سے محمدؐ افضل ہیں اسکی دلیل یہ ہے:
1> صحیح مسلم کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ "معراج کی رات آپؐ نے دوسرے انبیاء کی امامت کروائی"- امامت میں اُسے آگے کیا جاتا ہے جو کہ افضل ہو-
2> مسلم :- قیامت کے دن میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں ہی سفارش کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش ہی قبول ہوگی
3> دوسرے انبیاء اس وقت کے لیے اور مخصوص لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے لیکن محمدؐ تمام جہانوں کے لیے قیامت تک کے لوگوں کے لیے بھیجے گئے. سپا 18، الفرقان: 1 ← بہت بابرکت ہے وہ (اللہ تعالیٰ) جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والا بن جائے-
4> محمدؐ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں - الاحزاب : 40 ← محمدؐ تم میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے) ہیں ...
5> نبیؐ پر جو کتاب (قرآن) نازل ہوئی اسکی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے لی جبکہ دوسری کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری انکو دی گئی جن کی طرف وہ کتاب نازل ہوئی-
الحجر: 9 ← ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کے ذمہ دار ہیں-
المائدۃ: 44 ← ہم نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت و نور ہے - یہودیوں میں اسی تورات کے ساتھ اللہ کے ماننے والے انبیاء اور اہلِ اللہ اور علماء فیصلے کرتے تھے کیونکہ وہ اللہ کی اس کتاب کی حفاظت کے وہ ذمہ دار بنائے گئے تھے اور جس کے وہ گواہ تھے-
6> قیامت کے دن نبیؐ مقامِ محمود پر فائز ہوں گے - الاسراء: 79 ← رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کریں- یہ آپ کے لیے زائد چیز ہے- عنقریب آپکو آپکا رب مقامِ محمود پر کھڑا کرے گا-
مقامِ محمود وہ مقام ہے جس پر نبیؐ فائز ہو کر قیامت کے دن لوگوں کے لئے سفارش کریں گے تاکہ ان کا رب اس دن کی شدت اور تکلیف سے راحت دلائے-
7> بخاری:- ... رسولوں میں سب سے پہلے میں اپنی امت کے ساتھ پل صراط پار کروں گا....
8> بخاری کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ باقی سب نبی سفارش نہیں کریں گے اور ہر ایک نبی لوگوں کو دوسرے نبی کے پاس بھیج دیں گے حتیٰ کہ عیسیٰؑ انہیں محمدؐ کے پاس بھیج دیں گے تو نبیؐ فرمائیں گے کہ "میں شفاعت کے لیے ہوں اور پھر میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت دی جائیگی..."

اِس کے علاوہ اور بھی کئی آیتیں اور صحیح حدیثیں ہیں جس میں محمدؐ کے افضل ہونے کی دلیلیں ہیں-
اسلیے ہم اپنے نبیؐ کو سب انبیاء اور لوگوں سے اِن دلائل کی روشنی میں افضل قرار دیتے ہیں لیکن اسکے ساتھ ساتھ سب انبیاء اور رسولوں کے حقوق کی حفاظت اور ان پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور انکی عزت و تکریم میں فرق نہیں کرتے-

نبیؐ کا یہ فرمان کہ "میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں"! یہ فخر کی بنا پر نہیں بلکہ صحیح مسلم کے علاوہ دوسری مشہور حدیث میں اسکی صراحت موجود ہے- ابن ماجہ :- میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں اور اس پر فخر نہیں-" یہ بات نبیؐ نے اسلیے بتائی تاکہ امت اِس بات کو جان لیں اور اِسے اپنا عقیدہ بنا کر اُسکے مطابق عمل کریں اور نبیؐ کی انکے مقام و مرتبے کے مطابق عزت کریں جیساکہ اللہ نے انہیں حکم دیا ہے-
آج مسلمانوں نے نبیؐ کی تعلیم کو ایک طرف چھوڑ دیا لیکن آپؐ کے آخری نبی ہونے اور نبیوں کے سردار ہونے پر فخر ہی فخر کررہے ہیں جس سے آپؐ نے خود روکا تھا- جیساکہ ہمیں قرآن میں خَيۡرَ اُمَّةٍ کہا گیا تو وہ اسلیے نہیں کہ ہم اپنے اوپر فخر کرنا شروع کرے بلکہ اسلیے کہا گیا کہ ہم لوگوں کی ہدایت کا بندوبست کرے-
عموماً لوگ اپنی پسند کی چیز تو لے لیتے ہیں لیکن جو ذمہ داری ہے یا جو کرنے کا کام ہے، وہ بھول جاتے ہیں-
اللہ نے ویسے بھی ہر چیز میں اونچ نیچ رکھی جیسے پودوں میں کچھ درخت بہت اونچے ہوتے ہیں اور گھاس کو جتنا بھی پانی یا کھاد دے دو، وہ ایک خاص سطح سے اوپر نہیں جائیگا- اِسی طرح صرف چیزوں میں ہی نہیں بلکہ مختلف لوگوں کے اندر مختلف طرح کی صلاحیتیں ہیں- کوئی ایک چیز میں ماہر ہے تو کوئی دوسری چیز میں ماہر ہے- اِسی طرح مرد کو عورت کے مقابلے ایک درجہ فوقیت دی گئی، مرد کی جسمانی و عقلی قوت اور اسکا عورت پر خرچ کرنے کی وجہ سے- لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ لوگ اِن نعمتوں کو پاکر فخر کرنا شروع کرے اور اپنے آپکو بڑی چیز سمجھنے لگے- اور دوسروں کو حقیر سمجھے- اِس چیز سے منع کیا گیا ہے-

بخاری کے تین حدیثوں کا مفہوم :- رسولؐ نے فرمایا کہ "مجھے موسیٰؑ پر فضیلت مت دو-" "اللہ کے انبیاء کرام کو ایکدوسرے پر فضیلت نہ دو"- "کسی شخص کے لئے یہ کہنا لائق نہیں کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں"-
ان حدیثوں میں تضاد نہیں ہیں - نبیؐ نے ایسا کیوں کہا؟
1> یہ ادب اور بطورِ تواضع (humility) کہا-
2> اس میں اس فضیلت سے منع کیا گیا ہے جو کہ دوسروں کو حقیر سمجھے-
3> اس میں ایسی فضیلت سے روکا گیا ہے جو کہ جھگڑے اور فتنہ کی وجہ بنے-
4> یہ فضیلت نبوت کے ساتھ خاص ہے تو نبوت کے اندر کوئی فضیلت نہیں بلکہ فضیلت تو خصوصیات اور دوسرے فضائل میں ہے-

وَاٰتَيۡنَا عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ الۡبَيِّنٰتِ وَاَيَّدۡنٰهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ

(اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو واضح نشانیاں عطا کیں اور روح القدس [جبریلؑ] کے ساتھ انکی مدد کی)

پہلے رسولوں کو بنی اسرائیل رسول مانتے تھے لیکن نافرمانی کرتے تھے- جن رسولوں کا انھوں نے صراحتاً انکار کیا ان میں پہلے عیسیٰؑ تھے پھر نبیؐ- اسلیے یہاں عیسیٰؑ کا بھی ذکر آیا ہے-
(*) عیسیٰ ابن مریم : اللہ نے صرف عیسیٰ نہیں کہا بلکہ قرآن میں کئی جگہ عیسیٰ ابن مریم کہا گیا-
جب کسی کا نام لیا جاتا ہے تو اسکی نسبت والد کی طرف کی جاتی ہے- اسطرح والد اور خاندان کو عزت دی جاتی ہے- حالانکہ دوسرے نبیوں کا اسطرح والد کے ساتھ نام نہیں لیا گیا- جیسے قرآن میں یہ نہیں ہے یعقوب ابن اسحاق یا اسحاق ابن ابراهیم - والد نبی ہو کر اسطرح ذکر نہیں کیا گیا لیکن عیسیٰؑ کی نسبت انکی ماں (مریمؑ) کی طرف کی گئی کیونکہ انکے والد نہیں تھے- اور مریمؑ پر زنا کا الزام لگایا گیا تھا حالانکہ مریمؑ نے اپنی زندگی مسجد میں لگادی تھی - انکی ایسی بے عزتی کی گئی کہ وہ کہہ اٹھی "کاش میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی"! ویسے تو خودکشی یا مرنے کی خواہش جائز نہیں لیکن انھیں انہی کے قوم کے لوگوں نے اتنا بے عزت کیا کہ ایسے الفاظ انکے منہ سے نکلے- اب قیامت تک جب لوگ عیسیٰؑ کو عزت دیں گے تو ساتھ انکی والدہ مریمؑ کو بھی عزت دیتے رہے گے-
اور ہمیں بھی یاد رکھنا ہے کہ اگر ہمیں دنیا میں کوئی بے عزت کریگا تو اللہ ہمیں عزت بخشے گا-

عیسیٰؑ کو جو معجزات عطا کیے گئے جسکے بارے میں البقرۃ : 87 میں ہم پڑھ چکے - اور عیسیٰؑ کو روح القدس (جبریلؑ) کے ساتھ مدد کی گئی- جسکی مدد کی جائے وہ الہٰ نہیں ہو سکتا-
(*) عیسیٰؑ کے ساتھ جب جبریلؑ کا ذکر آتا ہے تو روح القدس کہا گیا- کیونکہ جب بھی عیسیٰؑ اللہ کے اذن سے لوگوں کو شفایاب کرتے تو یہود کہتے کہ عیسیٰؑ شیطان کی مدد سے کرتے ہیں- یہودی شیطان کو "ناپاک روح" کہتے جو روح القدس (پاک روح) کی ضد (opposite) ہے-

اِس آیت میں تین نبیوں (موسیٰؑ، نبیؐ اور عیسیٰؑ) کا ذکر ہے جو تین بڑی قوم کے خاص نبی ہیں- اصل میں سارے لوگ مسلمان ہی تھے- بعد میں وہ تین گروہ میں تقسیم ہوگئے-

وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخۡتَلَفُوۡا

(اور اگر اللہ چاہتا تو ان (رسولوں) کے بعد آنے والے لوگ باہم نہ لڑتے جبکہ انکے پاس واضح نشانیاں آچکی تھیں لیکن انھوں نے [باہم] اختلاف کیا)

اگر اللہ چاہتا تو اِن پیغمبروں کی امتیں آپس میں بھی اور دوسرے نبیوں کے پیروکار سے بھی نہ لڑتی- کھلی نشانیاں آنے کے بعد بھی ان میں اختلاف ہوا - اختلافات کی وجہ سے جھگڑے اور قتل و غارت ہوئے- اِس سے پتہ چلتا ہے کہ بعض اوقات مذہبی اختلاف صرف اختلاف نہیں رہتا بلکہ قتل و غارت کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے- مذہب کے نام سے جھگڑے پہلے سے چلے آرہے ہیں-
ہر امتی کہتا تھا کہ میرا پیغمبر سب سے اچھا ہے- اِس پر فخر کرنے لگے تھے اور دوسروں کو نفرت کی نظر سے دیکھنے لگے- اور آپس میں اختلاف کیا- عام زندگی میں بھی اختلاف اس وقت ہوتا ہے جب دو رائے آپس میں ٹکراتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے کو بہتر سمجھتا ہے- پھر وہ اپنی بات پر اڑ کر لڑائی جھگڑے شروع کرتے ہیں- پیغمبروں کے ماننے والوں نے بھی اسی طرح کا اختلاف کیا اور آپس میں لڑ پڑے- حالانکہ کھلی نشانیاں موجود تھیں-
البقرۃ: 213 ← (پہلے) سب انسان ایک ہی امت تھے - اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور انکے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ لوگوں کے ہر اختلاف کا فیصلہ ہو جائے (آج ہمارے اندر اگر کوئی اختلافی مسئلہ پیدا ہو تو قرآن و حدیثوں کی کتابیں فیصلہ کرنے موجود ہیں) - اور یہ اختلاف انہی لوگوں نے کیا جن کو وہ (کتاب) دی گئی تھی اور وہ بھی تب کہ جب کھلی دلیلیں انکے پاس آچکی تھیں- (اختلاف کی وجہ) محض آپس کے بغض و عناد کی وجہ سے- تو اللہ نے اپنے حکم سے مومنوں کو اُن اختلافی باتوں میں حق کے راستے کی طرف رہنمائی فرمائی- ..." لوگوں کو متحد (united) کرنے انبیاء آئے تھے لیکن لوگوں نے ہی اختلاف پیدا کئے اور آپس میں ایکدوسرے سے نفرت کرنے لگے- نفرت جب انتہا کو پہنچتی ہے تب قتل و غارت شروع ہوتے ہیں-

فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ كَفَرَ

(پھر ان میں سے کچھ ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا)

اختلاف کے باوجود بعض لوگ سارے رسولوں پر ایمان لائے اور بعض لوگوں نے انکار کیا-
کیونکہ اللہ نے جبر کا طریقہ اختیار نہیں کیا اسلیے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا کہ وہ خود فیصلہ کرے-

وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلُوۡا

(اور اگر اللہ چاہتا تو وہ باہم نہ لڑتے)

ایسا نہیں کہ اللہ کر نہیں سکتا تھا- اگر اللہ چاہتا تو لوگ آپس میں نہ لڑتے- ان کو اجازت ہی دی نہیں جاتی لیکن اللہ کی مشیت اِس میں تھی کہ لوگوں کو اپنا اختیار استعمال کرنے دیا جائے- اِس کا مطلب یہ نہیں کہ لڑنا اچھی چیز ہے. جیساکہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ اکثر لوگ ناشکرے ہیں یا اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے یا اکثر لوگ جانتے نہیں- یہ اسلیے کہ لوگوں کو اختیار دیا گیا، ان پر جبر نہیں کیا گیا کہ ہر کوئی شکرگذار ہو یا ایمان لائے یا علم حاصل کرے- لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ ناشکری کرنا، ایمان نہ لانا یا علم حاصل نہ کرنا اچھی چیز ہے-
اللہ کی مشیت یہ تھی کہ لوگ آزادی استعمال کرے- اِس کا معنی یہ نہیں کہ لوگ لازماً لڑے-

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يُرِيۡدُ

(اور لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے-)

کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ سوال کرے کہ اِس میں اللہ کی کیا حکمت ہے؟ دو مرتبہ کہا گیا کہ اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے، اسکے بعد کہا "لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے"-

یہ جملہ اسمیہ ہے - اِس میں زیادہ زور ہے-